GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

A Study in the Light of Inheritance Rules in Surat al-Nisa and Pakistani Court Decisions

سورۃ النساء میں احکام وراثت اور پاکستانی عدالتی فیصلوں کی روشنی میں ایک مطالعہ

Muhammad Aslam Rubbani
Muslim Youth University Islamabad Islamic Institute & Shariah at-
rabbanimuhammadaslam@gmail.com

Abstract

Inheritance is a broad subject. Which has been mentioned many times in different contexts in the Holy Qur'an. Out of which two concepts i.e. financial inheritance and intellectual inheritance have been mentioned a lot. Since Muslim commentators and jurists have drawn conclusions with great clarity about inheritance. While very little research has come to light regarding heredity. Keeping this need in mind, this paper has tried to highlight its other examples by describing the general meaning of inheritance. The inheritance that is mentioned the most in the Holy Qur'an is "Inheritance leave". In the Shariah rules, only inheritance is a rule that has its own summary distribution. That is, the Almighty God himself has determined the parts of the estate, which is distributed immediately after the death of the owner. On the one hand, distribution of inheritance gives wealth to the rightful ones, on the other hand, the concept of ownership of one person ends. This is the justice of Islam.

مقدمہ:

وراثت ایک وسیع مفہوم کا حامل موضوع ہے۔ جو قرآن مجید میں متعدد بار مختلف حوالوں سے آیا ہے۔ جن میں سے دو مفاہیم یعنی وراثت مالی اور وراثت علمی کا تذکرہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ چونکہ وراثت مالی کے بارے میں مسلمان مفسرین اور فقہاء نے بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ استنباطات کی ہے۔ جبکہ وراثت علمی کے حوالے سے بہت کم تحقیقات منظر عام میں آئی ہیں۔ اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مقالہ ہذا میں وراثت کے عمومی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے اس کے دیگر مصادیق کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں جس وراثت کا سب سے زیادہ تذکرہ ملتا ہے وہ "وراثت ترکہ " ہے۔ شرعی احکام میں صرف وراثت ایک ایسا حکم ہے جسکی اجمالی تقسیم بندی خود کی۔ یعنی رب تعالی نے خود ترکہ کے حصے مقرر کئے ہیں جو صاحب مال کے فوت ہونے کے فوراً بعد تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک طرف ترکہ کی تقسیم سے مال حقداروں کو ملتا ہے تو دوسری جانب کسی ایک کی ملکیت کا تصور بھی ختم ہوتا ہے۔ یہ اسلام کا انصاف ہے۔

سورۂ نساء کا تعارف:

سورۂ نساء مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں 24 رکوع، 176 آیتیں، 3045 کلمے اور 16030 حروف ہیں۔ [1]

عربی میں عورتوں کو ''نساء'' کہتے ہیں اور اس سورت میں بہ کثرت وہ احکام بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق عورتوں کے ساتھ ہے اس لئے اسے ''سورۂ نساء'' کہتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ''سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ، سورۂ حج اور سورۂ نور سیکھو کیونکہ ان سورتوں میں فرض علوم بیان کئے گئے ہیں۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ’’جس نے سورۂ نساء پڑھی تو وہ جان لے گا کہ وراثت میں کون کس سے محروم ہوتا ہے اور کون کس سے محروم نہیں ہوتا۔[3]

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ’’جس نے سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پڑھی تو وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں حکمت والے لوگوں میں سے لکھا جائے گا۔[4]

سورۂ نساء کے مضامین:

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں یتیم بچوں اور عورتوں کے حقوق اور ان سے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں جیسے یتیم بچوں کے مال کو اپنے مال میں ملا کر کھا جانے کو بڑا گناہ قرار دیا گیا۔ ناسمجھ یتیم بچوں کا مال ان کے حوالے کرنے سے منع کیا گیا اور جب وہ شادی کے قابل اور سمجھدار ہو جائیں تو ان کا مال ان کے سپرد کر دینے کا حکم دیا گیا۔ یتیموں کے مال ناحق کھا جانے پر وعید بیان کی گئی۔ اسی طرح عورتوں کا مہر انہیں دینے کا حکم دیا گیا اور مہر سے متعلق چند اور مسائل بیان کئے گئے۔ میراث کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے۔ میراث کے مال میں عورتوں کے باقاعدہ حصے مقرر کئے گئے۔ ان عورتوں کا ذکر کیا گیا جن سے نسب، رَضاعت اور مصاہرت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے اور جن عورتوں سے کسی سبب کی وجہ سے عارضی طور پر نکاح حرام ہے۔ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے احکام بیان کئے گئے اور نافرمان عورت کی اصلاح کا طریقہ ذکر کیا گیا۔

تعارف:

علماء نے وراثت کے علم کے لیے دو نام استعمال کیے ہیں:

1. علم المیراث
2. علم الفرائض

یہ دو مختلف نام ہیں لیکن ان دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

میراث کی لغوی تعریف:

وراثت کے لئے لغت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

المآثر التماثر

خاندانی وموروثی عزت[5]

تاثر وانتشر فلانا

نقش قدم کی پیروی[6]

الامتہ ولا ثمان والاثال

موروثی مال یا شرافت بزرگی[7]

ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کا کسی کی ملکیت میں ہونا اور پھر اس کے پاس سے دوسروں کی طرف منتقل ہونا ہیں۔

کلمہ میراث باب ورث، یرث کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں:

انتقال شئی من شخص إلی شخص آخر[8]

(یعنی کسی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا)۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ﴾[9]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اور سورہ مریم میں سید نا زکریاؑ کا قول ہے

يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ [10]

اسی طرح حدیث شریف میں ہے

الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ [11]

یعنی علماء انبیاء کے علم کے وارث ہیں۔

میراث کی اصطلاحی تعریف:

علم میراث ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے یہ جاننا مقصود ہے کہ میت کا کون وارث بنتا ہے اور کون وارث نہیں ہے۔اور اگر کوئی وارث بنتا ہے تو میت کی جائیداد سے اسکا کتنا حصہ ہے۔[12]

هُوَ الْعِلْمُ بِالْقَوَاعِدِ يُعْرَفُ بِهَا وَمَنْ يَرِثُ مَنْ لَا يَرِثُ وَنَصِيبُ كُلِّ وَارِثٍ مِنَ التَّرِكَةِ

سورۃ نساء میں احکام وراثت:

مرنے والے کی میراث کس طرح تقسیم ہو گی اور کسی وارث کو کتنا حصہ ملے گا اس کے بیشتر احکام قرآن پاک کی سورت النساء کی آیت ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں بیان ہوئے ہیں۔ذیل میں وہ آیات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا [13]

اللہ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر کسی میت کی وارث صرف دو یا دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں مرنے والے کے ترکہ کا دو تہائی (3) ملے گا اور اگر صرف ایک لڑکی وارث ہو تو اسے نصف ملے گا۔اور اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ دیا جائے، اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا، ہاں اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو اسکی والدہ کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔یہ حصے اس وصیت کے بعد ہیں جو مرنے والے نے کی ہو یا اس کے ذمے ادائیگی کے بعد (اگر اس کے ذمے ہو)۔تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تمہیں فائدہ پہنچانے میں زیادہ قریب ہے؟ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم والا، کامل حکمتوں والا ہے۔"

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ [14]

دو تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں تو تمھیں اس کا نصف ملے گا اگر ان کی اولاد نہ ہو۔اور اگر ان کی اولاد ہو تو جو وصیت انہوں نے کی ہو اس پر عمل کرنے اور ان کے قرض کی ادائیگی کے بعد تمھیں ان کے ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا۔اور وہ تمہارے ترکے میں سے چوتھے حصے کی حق دار ہوں گی بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو جو وصیت تم نے کی ہو اس کو پورا کرنے اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو آٹھواں حصہ ملے گا۔اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم ہوتی ہے) کلالہ ہو مگر اس کا ایک (ماں شریک) بھائی یا بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ (ماں شریک) بھائی بہن ایک سے زائد ہوں تو جو وصیت کی گئی ہو وہ پوری کرنے اور قرض کی ادائیگی۔وہ سب تیسرے حصے میں شریک ہوں گے بشرطیکہ (وصیت اور قرض کے اقرار میں) دوسروں کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا، بردبار ہے۔"

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

يَسْتَفْتُو نَكَ قُلِ ا للَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي ا لْكَلَةِ إِنِ ا مْرُ و ا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَ لَد وَ لَكَ أُ ختٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَ كَ وَ هُوَ يَرِ ثُهَا إِ نْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَ لَدٌ فَإِ نْ كَا نَتَا ا ثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا ا لثُّلُكْنِ مِمَّا تَرَ كَ وَ إِ نْ كَا نُو ا إِ خْوَ ةٌ رِ جَا لًا وَ نِسَا ءً فَلِلذَّ كَرِ مِثْلُ حَظِّ ا لْأُ نْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ ا للَّهُ لَكُمْ أَ نْ تَضِلُّو ا وَ ا للَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [15]

(اے پیغمبر) یہ لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو اللہ تمھیں کلالہ کے متعلق حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اسکی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اسکے ترکے سے نصف پائے گی۔ اور اگر بے اولاد بہن فوت ہو جائے تو وہ بھائی اس کا وارث ہو گا۔ اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی(3) کی حق دار ہوں گی۔ اور اگر مرنے والے کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تمہارے لئے احکام واضح کرتا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔"

پہلی آیت میں اولاد اور والدین، دوسری میں خاوند، بیوی اور ماں شریک بہن بھائیوں جب کہ تیسری میں باپ شریک بہن بھائیوں کا حصہ بیان ہوا ہے۔ باقی رہے بھتیجے، چچا اور ان کے بیٹے تو ان کا حق میراث صحیحین کی اس حدیث میں بیان ہوا ہے:

عَنِ ا بْنِ عَبَّا سِ عَنِ ا لنَّبِي قَا لَ : ا لْحِقُو ا ا لْفَرَ ا ئِضَ بِأَ هْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَا وَ لِي رَ جُلٍ ذَ كَرٍ [16]

والدہ کا حصہ:

میت کی ماں کے حصہ پانے کی تین صورتیں ہیں۔

جب میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک میں سے کوئی یا اسکے سگے، علاتی یا اخیافی دو یا دو سے زائد بہن بھائی زندہ ہوں خواہ وہ دونوں بھائی ہوں یا بہنیں یا بہن بھائی ملے جلے، خواہ بہن بھائی خود وارث ہوں یا نہ ہوں تو والدہ کو چھٹا حصہ دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَ لا بَوَ يْهِ لِكُلِّ وَ ا حِدٍ مِنْهُمَا ا لسُّدُ سُ مِمَّا تَرَ كَ إِ نْ كَا نَ لَهُ وَ لَدٌ [17]

اور اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کیلئے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے۔"

فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ [18]

اگر اس (میت) کے کئی بہن بھائی ہوں تو اسکی والدہ کیلئے چھٹا ہے۔"

جب میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو یا اسکے ایک سے زیادہ بہن بھائی نہ ہو تو والدہ کو کل جائیداد کا تیسرا حصہ دیا جائے گا۔ فرمان الہی ہے:

فَإِ نْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَ لَدٌ وَ وَ رِ ثَهُ آ بَا هُ فَلِأُ مِّهِ ا لثُّلُثُ فَإِ نْ كَا نَ لَهُ إِ خْوَ ةٌ فَلِأُ مِّهِ ا لسُّدُ سُ [19]

اگر اسکی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اسکے وارث ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے، ہاں اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو اسکی والدہ کیلئے چھٹا ہے۔"

والدہ کے حصہ پانے کی تیسری صورت یہ ہے کہ خاوند یا بیوی میں سے جو زندہ ہو اس کا فرض حصہ نکال کر جو بچے گا اُس کا تیسرا حصہ ملے گا۔

بیٹیوں کا حصہ:

اگر کسی شخص کی اولاد میں بیٹیاں بھی ہوں اور بیٹے بھی تو اصحاب الفروض (اگر کوئی موجود ہو) کو ان کا حصہ دے کر باقی ترکہ انکے درمیان اس طرح تقسیم ہو گا کہ بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ اگر صرف بیٹیاں ہی ہوں تو وہ یا تو ایک ہو گی یا پھر ایک سے زائد۔ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا اور باقی نصف دوسرے ورثاء میں اُن کے حصوں کے حساب سے تقسیم ہو گا۔ اگر بیٹیاں ایک سے زائد ہوں تو ان کو کل ترکہ کا دو تہائی(3) حصہ ملے گا جب کہ باقی ایک تہائی(1) دیگر ورثاء کو ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہو گا۔ ارشاد ربانی ہے:

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النصف[20]

اللہ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے اور اگر (میت کی وارث دو، یا) دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہوا نہیں اس کا دو تہائی (3) ملے گا اور اگر صرف ایک بیٹی وارث ہو تو اسے نصف (1) ملے گا۔"

بیوی کا حصہ:

خاوند کی طرح بیوی کے حق میراث کی بھی دو صورتیں ہیں۔ جب فوت شدہ شخص کی اپنی یا اس کے بیٹے کی اولاد نیچے تک موجود ہو تو بیوہ کو ترکے کا آٹھواں حصہ ملتا ہے۔ جب فوت شدہ شخص کی اپنی یا اسکے بیٹے کی اولاد نیچے تک موجود نہ ہو تو بیوہ کو ترکے سے چوتھا حصہ دیا جاتا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ[21]

اور بیویاں تمھارے ترکے کے چوتھے حصے کی حق دار ہوں گی بشرط کہ تمھاری کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمھاری کوئی اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم نے کی ہو قرض کی ادائیگی کے بعد"

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تب بھی ان کو آٹھواں اور چوتھا حصہ ہی ملے گا جو ان میں مساوی تقسیم ہو گا۔ اس لئے کہ اگر ہر بیوی کو الگ الگ چوتھا حصہ دیا جائے اور وہ چار ہوں تو وہ سارا ترکہ سمیٹ لیں گی، دوسرے ورثاء کے لئے کچھ نہیں بچے گا جو کہ غلط ہے۔

ماں شریک بہن، بھائیوں کا حصہ:

ماں شریک بہن یا بھائیوں کے وراثت میں شریک ہونے کے احکام درج ذیل ہیں۔

میت کا بیٹا، بیٹی پوتا، پوتی نیچے تک یا باپ اور دادے میں سے اوپر تک کوئی موجود ہو تو ماں شریک بہن بھائی حصہ نہیں لے سکتے۔

اگر ماں شریک بہن یا بھائی ایک ہو تو اس کے لیے چھٹا حصہ اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں خواہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں یا دونوں ملے جلے ہوں تو ان کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور اس میں مذکر و مؤنث برابر کے حقدار ہوں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ[22]

اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم ہوتی ہے) کلالہ ہو لیکن اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ بھائی بہن ایک سے زائد ہوں تو جو وصیت کی گئی ہو وہ پوری کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد وہ تیسرے حصے میں شریک ہوں گے۔"

امام زہریؒ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ ماں میں شریک بہن بھائیوں کا حصہ ان کے مردوں اور عورتوں میں مساوی تقسیم ہو گا۔[23]

باپ کا حصہ:

میت کے باپ کے میراث پانے کی تین صورتیں ہیں۔ اگر مرنے والے کی اپنی یا اس کے بیٹے کی اولاد میں سے نیچے تک کوئی موجود ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا، اولاد خواہ لڑکے لڑکیاں ہوں یا صرف لڑکے۔ فوت ہونے والے کی نہ اولاد زندہ اور نہ اس کے بیٹے کی نیچے تک کوئی اولاد زندہ ہو تو اسے بحیثیت عصبہ باقی ماندہ ترکہ ملے گا۔ یعنی اس صورت میں اس کا کوئی حصہ متعین نہیں ہے بلکہ دوسرے اصحاب الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد بقیہ سارا مال اس کو دیا جائے گا۔ اگر میت کی صرف مؤنث اولاد یعنی بیٹی یا پوتی نیچے تک ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور دیگر اصحاب الفروض کو دینے کے بعد بچا ہوا مال بھی اسے دیا جائیگا۔ مثلاً ورثاء میں خاوند، بیٹی اور باپ ہو تو خاوند کو چوتھا، بیٹی کو نصف جب کہ

باپ چھٹا حصہ اور وہ بحیثیت عصبہ باقی ماندہ بھی لے گا۔ کل جائیداد کے بارہ حصے کیے جائیں گے۔ تین خاوند، چھ بیٹی اور دو حصے باپ کو دیئے جائیں گے۔ جو ایک حصہ باقی بچے گا وہ بطور عصبہ دوبارہ باپ کو دے دیا جائیگا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ

اور اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ دیا جائے، اگر اسکی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اسکے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا، ہاں اگر اس کے کئی بھائی ہوں تو اس کی والدہ کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ یہ حصے اس وصیت کے بعد ہیں جو مرنے والے نے کی ہو یا اس کے ذمے قرض ادائیگی کے بعد (اگر اس کے ذمے ہو)۔

خاوند کا حصہ:

خاوند کے حصہ لینے کی دو صورتیں ہیں۔

فوت شدہ بیوی کا کوئی بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی نیچے تک موجود ہو نہ ہو تو شوہر نصف ترکہ کا حقدار ہوگا۔ خواہ وہ بیٹا یا بیٹی موجودہ شوہر سے ہو یا سابقہ خاوند سے۔ فوت شدہ بیوی کی موجودہ یا سابق شوہر سے کوئی بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی۔ نیچے تک موجود ہو تو خاوند کو ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ

تمھاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں اس میں سے تمھیں نصف ملے گا اگر ان کی اولاد نہ ہو۔ اور اگر ان کی اولاد ہو تو تمھیں ان کے ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کی ادائیگی کے بعد۔"

دادی اور نانی کے احکام:

عربی زبان میں دادی اور نانی کو خواہ وہ کتنے ہی اوپر کے درجہ میں ہو جدہ کہا جاتا ہے یعنی بلا واسطہ دادی اور نانی کے علاوہ بالواسطہ دادی اور نانی بھی جدہ میں شامل ہے جیسے دادے کی ماں یا والدہ کی نانی ہے لیکن میراث کی حقدار وہی جدہ ہوتی ہے جس کا میت کے ساتھ رشتہ کسی ایسے شخص کے واسطے سے ہو جو ورثاء کی فہرست میں شامل ہو جیسے میت کے والد، دادے اور والدہ کی مائیں ہیں کہ ان کا میت کے ساتھ تعلق والد، دادے اور والدہ کے واسطے سے ہوتا ہے جو ورثاء میں شامل ہیں۔ جس جدہ کا میت کے ساتھ تعلق غیر وارث کے ذریعے ہو وہ حصہ نہیں لے سکتی اور یہ وہ جدہ ہوتی ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان ماں کا والد واسطہ ہوتا ہے۔ مثلاً نانے کی ماں یا نانی کے باپ کی ماں یا نانے کی والدہ کی ماں ہے کہ ان کا میت کے ساتھ رشتہ نانے کے ذریعے ہی قائم ہے اور وہ ورثاء میں شامل نہیں۔ جب میت کی والدہ زندہ ہو تو دادی اور نانی میں سے کسی کو حصہ نہیں ملتا جیسا کہ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِيِّ اللهِ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُن دُونَهَا۔[24]

نبی ﷺ نے جدہ کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا ہے جبکہ میت کی ماں نہ ہو۔"

پاکستانی عدالتی فیصلوں کی روشنی میں ایک مطالعہ:

پاکستان میں مسلم فیملی لاء آرڈیننس نمبر VIII مجریہ 1961ء کی دفعہ 4 کے تحت دادا کی وفات کے بعد موروثی اولاد باپ کے حصہ کے مطابق دادا کے ترکہ میں سے حصہ لینے کا حق رکھتی ہے (PLD 1985 Pesh.27) دفعہ ہذا کے احکام کا مقصد ان پوتے اور پوتیوں کو تکالیف سے نجات دلانا ہے جن کے والدین دادا کی وفات سے

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

پہلے وفات پا چکے ہوں۔ایسی اولاد کو ترکہ کے حصہ سے باہر نہیں کیا جاسکتا(NLR 1990 Sc J 841) ۔آرڈیننس کی دفعہ 4 کے احکام اسلامی احکامات یا اصولوں سے متصادم نہیں ہیں بلکہ اسلامی احکامات سے ہم آہنگ ہیں) 2004 (YLR 1201)

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یتیم پوتے کو دیا جانے والا حصہ اس کے باپ کی جانب سے دیا جانے والا حصہ نہیں بلکہ اسے دیا جانے والا حصہ اُسی کا ہے، کیونکہ باپ کی وفات کے بعد دادا کے لئے اقرب (قریبی) کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔[25]

PLD 1990 سپریم کورٹ 1051 کے مطابق پوتے اور پوتیوں کو حق وراثت نہ دیئے جانے میں جو رکاوٹیں تھیں اُن کو دور کرنے کے لیے فیملی آرڈیننس 1961 کے سیکشن چار کو شامل کیا گیا ہے۔اِس کی تشریح ویسٹ پاکستان مسلم پرسنل لاء ایکٹ 1962 کے سیکشن کے تحت کی گئی اور دونوں قوانین اکھٹے تسلیم کیے جائیں گے۔ CLC 7952000 اور 1992 SCMR 82 کے مطابق اِس سیکشن میں باپ سے پہلے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کے وارثان کو حقِ وراثت ملے گا۔پہلے سے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کے بچوں کو بھی اُسی طرح اُن کا حقِ وراثت ملے گا جیسے اگر اُن کے ماں باپ اگر زندہ ہوتے تو ملتا۔2005 CLC 1160 کے مطابق وراثت کے کھلنے سے پہلے اگر بیٹا یا بیٹی فوت ہو چکے ہوں تو اُس بیٹا یا بیٹی کے وارثان کو اُسی طرح وراثت ملے گا جیسے اگر اُن کا باپ یا ماں زندہ ہوتے تو حق وراثت ملتی۔

سیکشن چار مسلم فیملی لاء آرڈیننس کا مقصد ہی یہ ہے اُن بدنصیب بچوں جنکے والد یا والدہ اُن کے دادا یا نانا کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔اُنکو اُس معاشی زیادتی سے بچانا ہے جو کہ اُن کے والد یا والدہ کے فوت ہونے کی بناء پر اُن کو سامنا ہے۔ایسے پوتے یا پوتیاں، نواسے یا نواسیاں اُسی طرح وراثت میں حصہ داری کے حق دار ہوں گے جس طرح اُن کے والد یا والدہ اگر زندہ ہوتے تو حق دار ہوتے۔ حق وراثت میں نہ تو کوئی وقت کی قید ہے اور نہ ہی وارثان کو اُنکا حقِ وراث حاصل کیے جانے سے محروم کیا جاسکتا ہے۔[26]

2009 MLD 917 کے مطابق جیسے ہی کسی جائیداد کا مالک مر جاتا ہے تو اُس کی وراثت کھل جاتی ہے۔MLD1999 ، 1140 اور PLD 1993 LAH 575 کے مطابق کسی بھی ریونیو اتھارٹی کی وراثت کے حوالے سے stamp (مہر) کی ضرورت نہیں ہے۔ PLD 1990 S.C 1051 کے مطابق پیروی ہو گی۔SCMR 15952005 کے مطابق آرڈینیس 1961 کے سیکشن 4 میں اسلامی شریعت کو تجاوز نہیں کیا گیا۔فریقین کو شریعیت کے مطابق حق وراثت دیا جائے۔وارث کے پہلے سے فوت شدہ بیٹے کی بیوہ اور بیٹیوں کو اُتنا ہی حصہ ملے گا جتنا اگر اُن کا باپ زندہ ہوتا تو ملتا۔[27]

سیکشن چار کے مطابق فوت شدہ بیٹے کے وراثان کو اتنا ہی حصہ دادا کی وراثت میں ملے گا۔ جیسا اگر اُنکا باپ زندہ ہوتا تو ملتا۔1999 YLR 2182 کے مطابق ایسے افراد جنکے والد یا والدہ اپنے والد سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اُن کو اپنے والد یا والدہ کو ملنے والا حصہِ وراثت ملے گا۔1999 CLC 1216 کے مطابق اُن کو صرف وہی ملے گا جو اِن کا حصہ بنتا ہے۔اِس میں کسی طور بھی اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ PLD 1968 KAR 480 کے مطابق 1961 کے آرڈینس کے مطابق ہر مسلمان پر لاگو ہے کہ اِس میں کسی قسم کے علاقے کی تخصیص نہ ہے۔اِسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی غیر ملک میں فوت ہوتا ہے اور اُسکی وراثت اپنے ملک میں ہے۔ تو اُسکے وارثان کو وہ حق ملے گا۔اِسی طرح اگر کسی مسلمان کی جائیداد بیرون ملک ہے اور وہ اپنے ملک میں فوت ہو گیا ہو اِسکے وارثان کو جائیداد ملے گی۔ پاکستان عدالتیں وراثت کے حوالے سے مسلم پرسنل لاء کے حوالے سے فیصلہ فرمائیں۔ پاکستانی عدالتیں CPC کے سیکشن 20 کے تحت اپنے فیصلہ پر عمل درآمد کروائیں۔1992 SCMR 935 کے مطابق جائیداد چھوڑ کر فوت ہونے والے شخص نے اپنے پیچھے ایک بیوہ ایک بیٹی اور ایک پہلے سے فوت شدہ بیٹے کی بیٹی چھوڑی۔ فوت شدہ جائیداد کے وارث کی بیوہ کو 8/1 حصہ اور بیٹی کو 24/7 حصہ ملے گا۔ جب کہ پہلے سے فوت شدہ بیٹے کی بیٹی نے 24/14 حصہ مانگ لیا کہ اگر اُس کا والد زندہ ہوتا تو اُس کو اُسکے دادا کی وراثت میں سے اُتنا ملنا چاہیے۔ پہلے سے فوت شدہ بیٹے کی بیٹی کو 2/1 حصہ ملے گا۔ اُس حصے کا اگر اُسکا باپ زندہ ہوتا جو اُسکے باپ کو ملنا تھا۔

ٹرائل کورٹ سے درست ڈگری لی ہے کہ بیٹی کو 24/7 حصہ دیا پہلے سے فوت شدہ بیٹے کا بقایا آدھا حصہ جو کہ 24/7 ہے وہ شرعی وارثان میں تقسیم ہو جائے گا۔ PLD 1988 Karachi 446 کے مطابق پہلے سے فوت شدہ بیٹے کی بیٹی اور بیٹے کو حق وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔[28]

قرآن کے استدلال:

قرآن کے استدلال کی طرف آتے ہیں تو یہاں دو اُصول واضح ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ تقسیمِ وراثت قرابت کے اُصول پر مبنی ہے، کسی وارث کے مال دار یا نادار ہونے اور قابلِ رحم ہونے یا نہ ہونے پر اس کا مدار نہیں۔[29]

دوم یہ کہ عقلاً و شرعاً وراثت میں الاقرب فالاقرب کا اُصول جاری ہوتا ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میّت کے ساتھ قریب تر رشتہ رکھتا ہو، اس کے موجود ہوتے ہوئے دُور کی قرابت والا وراثت کا حق دار نہیں ہوتا۔

ان دونوں اُصولوں کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ ایک شخص کے اگر چار بیٹے ہیں، اور ہر بیٹے کے چار چار لڑکے ہوں، تو اسکی جائیداد لڑکوں پر تقسیم ہوتی ہے، پوتوں کو نہیں دی جاتی، اس مسئلے میں شاید کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ بیٹوں کی موجودگی میں پوتے وارث نہیں ہوتے۔ اب فرض کیجئے ان چار لڑکوں میں سے ایک کا انتقال والد کی زندگی میں ہو جاتا ہے، پیچھے اس کی اولاد رہ جاتی ہے، اسکی اولاد، دادا کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو دُوسرے تین بیٹوں کی اولاد کی ہے، جب دُوسرے بیٹوں کی اولاد اپنے دادا کی وارث نہیں، کیونکہ ان سے قریب تر وارث (یعنی لڑکے) موجود ہیں، تو مرحوم بیٹے کی اولاد بھی وارث نہیں ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر چوتھا لڑکا اپنے باپ کی وفات کے وقت زندہ رہتا، تو اسکو چوتھائی حصہ ملتا، اب وہی حصہ اسکے بیٹوں کو دِلا یا جائے، تو یہ اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں اس لڑکے کو جو باپ کی زندگی میں فوت ہوا، باپ کے مرنے سے پہلے وارث بنا دیا گیا، حالانکہ عقل و شرع کے کسی قانون میں مورث کے مرنے سے پہلے وراثت جاری نہیں ہوتی۔ الغرض! اگر ان پوتوں کو جن کا باپ فوت ہو چکا ہے، پوتا ہونے کی وجہ سے دادا کی وراثت دِلائی جاتی ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ پوتا اس وقت وارث ہوتا ہے جبکہ میّت کا بیٹا موجود نہ ہو، ورنہ تمام پوتوں کو وراثت ملنی چاہئے، اور اگر ان کو ان کے مرحوم باپ کا حصہ دِلا یا جاتا ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ انکے مرحوم باپ کو مرنے سے پہلے تو حصہ ملا ہی نہیں، جو اسکے بچوں کو دِلا یا جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بے چارے یتیم پوتے، پوتیاں رحم کے مستحق ہیں، ان کو دادا کی جائیداد سے ضرور حصہ ملنا چاہئے تو یہ جذباتی دلیل اوّل تو اس لئے غلط ہے کہ تقسیمِ وراثت میں یہ دیکھا ہی نہیں جاتا کہ کون قابلِ رحم ہے، کون نہیں؟ بلکہ قرابت کو دیکھا جاتا ہے۔ ورنہ کسی امیر کبیر آدمی کی موت پر اس کے کھاتے پیتے بیٹے وارث نہ ہوتے بلکہ اس کے مفلوک اور تنگ دست پڑوسی کے یتیم بچے کو وراثت ملا کرتی کہ وہی قابلِ رحم ہیں۔ علاوہ ازیں اگر کسی کے یتیم پوتے قابلِ رحم ہیں، تو شریعت نے اسکو اجازت دی ہے کہ وہ تہائی مال کی وصیت ان کے حق میں کر سکتا ہے، اس طرح وہ انکی قابلِ رحم حالت کی تلافی کر سکتا ہے۔

مذکورہ بالا صورت میں انکے باپ س ان کو چوتھائی وراثت ملتی، مگر دادا وصیت کے ذریعہ ان کو تہائی وراثت کا مالک بنا سکتا ہے۔ اور اگر دادا نے وصیت نہیں کی تو ان بچوں کے چچاؤں کو چاہئے کہ حسنِ سلوک کے طور پر اپنے مرحوم بھائی کی اولاد کو بھی برابر کے شریک کر لیں۔ لیکن اگر سنگدل دادا کو وصیت کا خیال نہیں آتا، اور ہوس پرست چچاؤں کو رحم نہیں آتا، تو بتائیے! اس میں شریعت کا کیا قصور ہے کہ محض جذباتی دلائل سے شریعت کے قانون کو بدل دیا جائے۔؟ اگر شریعت کے ان اَحکام کے بعد بھی کچھ لوگوں کو یتیم پوتوں پر رحم آتا ہے اور وہ ان بچوں کو بے سہارا نہیں دیکھنا چاہتے تو انہیں چاہئے کہ اپنی جائیداد ان بچوں کے نام کر دیں، کیونکہ شریعت کی طرف سے بے سہارا لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا بھی حکم ہے، اور اس سے یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ ان بے سہارا بچوں پر لوگوں کو کتنا ترس آتا ہے یہ جو سوال بار بار اُٹھتا رہتا ہے کہ یتیم پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے لئے کوئی گنجائش ہونی چاہیے! کون کہتا ہے کہ Provision کے دروازے کھلے نہیں ہیں۔ داداؤں اور ناناؤں کے لیے تو Provision کے دروازے زندگی بھر کھلے رہتے ہیں۔ کسی کے پوتے یا نواسے یتیم ہو جائیں، تو فوراً ہی انکی مدد کی جا سکتی ہے۔ اللہ نے مالداری سے نوازا ہے تو انکے لئے ایک مناسب فنڈ یا جائداد کا انتظام دادا جی کو کر دینا چاہیے۔

خلاصہ بحث:

وراثت ایک ایسا قانون ہے جو کسی شخص کی موت کے بعد اس کی جائیداد کو اس کے ورثاء میں تقسیم کرنے کا طریقہ بیان کرتا ہے۔ پاکستان میں وراثت کے احکام شریعت اسلامیہ پر مبنی ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ کسی شخص کی موت کے بعد اس کی جائیداد اس کے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے۔ وراثت کا حق صرف اس شخص کے خونی رشتہ داروں کو حاصل ہوتا ہے، جیسے اس کے والدین، اولاد، بھائی بہن، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ۔ وراثت کے احکام میں ہر ایک ورثاء کے لیے ایک مخصوص حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ حصے مردوں اور عورتوں کے لیے مختلف ہوتے ہیں۔

وراثت کی تقسیم کا طریقہ بھی شریعت اسلامیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس طریقے کے مطابق، پہلے وہ ورثاء جن کے لیے مخصوص حصے مقرر ہیں، ان کے حصے دیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ورثاء میں ایسا ہو جو اس قسم کے حصے کا مستحق نہ ہو، تو اسے باقی جائیداد میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

ایک شخص اپنی موت سے پہلے اپنی جائیداد کے لیے ایک وصی مقرر کر سکتا ہے۔ وصی کا کام اس شخص کی موت کے بعد اس کی جائیداد کو اس کے ورثاء میں تقسیم کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ کسی شخص کا وارث ہے، تو اسے اس دعوے کے ثبوت کے لیے عدالت میں جا کر مقدمہ کرنا ہوگا۔

پاکستان میں وراثت کے احکام میں کچھ ترمیمات کی گئی ہیں۔ ان ترمیمات کے مطابق، اب خواتین کو مردوں کے برابر وراثت کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ، اب میرج ایگریمنٹ کے ذریعے بھی وراثت کے احکام میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

مصادر و مراجع

[1]۔ أبو الحسن علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي، المعروف بالخازن (المتوفى: 741ھ) لباب التأويل في معاني التنزيل، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415، تفسیر سورۃ النساء، ج ۱، ص ۳۴۰

Abu Al-Hasan Alaa Al-Din Ali bin Muhammad bin Ibrahim bin Omar Al-Shehi, known as Al-Khazen (died: 741 AH), Chapter on Interpretation in the Meanings of Revelation, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya - Beirut, Edition: First, 1415, Interpretation of Surat An-Nisa, vol. 1, p. 340.

[2]۔ مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النور، ۱۵۸/۳، الحدیث: ۳۵۴۵

Mustadarak, Book of Interpretation, Tafsir Surah Ra'an al-Nur, 3/158, Hadith: 3545

[3]۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، ما قالوا فی تعلیم الفرائض، ۳۲۴/۷، الحدیث: ۵

Musannaf Ibn Abi Shaybah, Book on the Far-Fa'id, What They Said About Teaching the Far-Fa'id, 7/324, Hadith: 5

[4]۔ شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان، فصل فی فضائل السور والآیات، ۴۶۸/۲، الحدیث: ۲۴۲۴

Shu'ab al-Iman, the nineteenth of Shu'ab al-Iman, chapter on the virtues of the surahs and verses, 2/468, Hadith: 2424

[5]۔ بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، 2009ء، لوئس معلوف المنجد، لاہور، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، ص:31

Balawi, Maulana Abdul Hafeez, 2009, Louis Maalouf Al-Munajjid, Lahore, Quddusia Bookstore, Urdu Bazaar, p. 31

[6]۔ لوئس معلوف، المنجد، ص:31 — Louis Maalouf, Al-Munjid, p. 31

[7]۔ نفس مصدر، 34 — Same source, 34

[8]۔ نفس مصدر، 67 — Same source, 67

[9]۔ نفس مصدر — Same source

[10]۔ سورۃ النمل ۱۶:۲۷ — Surah An-Naml 16:27

[11]۔ مریم ۶:۱۹ — Maryam 6:19

[12]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ، 49/5، 48، رقم الحدیث ۲۶۸۲

[13]۔ لکھوی، صلاح الدین حیدر، ۲۰۱۰ء، اسلام کا قانونِ وراثت، لاہور، دار الابلاغ پبلشرز، ص: ۳۸

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Chapter on what is reported regarding the superiority of jurisprudence over worship, 5/48,49, Hadith No. 2682

Salah al-Din Haider, 2010, Islam as the Law of Inheritance, Lahore, Dar al-Alabagh Publishers, p. 38.

[14] ۔النساء1:4 Al-Nisa 4:1

[15] ۔النساء1:4 Al-Nisa 4:1

[16] ۔نفس مصدر،127 Al-Nisa 4:127

[17] ۔بخاری ومسلم، کتاب الفرائض

[18] ۔النساء11:4 Al-Nisa 4:11

[19] ۔نفس مصدر،12 Same source, 12

[20] ۔نفس مصدر،11 Same source, 11

[21] ۔نفس مصدر Same source

[22] ۔نفس مصدر Same source

[23] ۔النساء11:4 Al-Nisa 4:11

[24] ۔تفسیر ابن کثیر: ج ا، ص:۲۰۱ Tafsir Ibn Kathir: Vol. 1, p. 201

[25] ۔سنن ابی داود، کتاب الفرائض، رقم الحدیث:۲۸۹۵

Sunan Abi Dawud, Book of Obligations, Hadith No.: 2895

[26] ۔روزنامہ پاکستان، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کا جائیداد میں حصہ، از صاحبزادہ میاں محمد اشرف عاصمی ایڈووکیٹ، ۲۰۱۷

Daily Pakistan, Share of grandchildren, great-grandchildren in property, by Sahibzada Mian Muhammad Ashraf Asmi Advocate, 2017

[27] ۔روزنامہ پاکستان، یتیم پوتے اور پوتی کی وراثت، از سید کرامت علی شاہ بخاری، 2015

Daily Pakistan, Inheritance of Orphan Grandson and Granddaughter, by Syed Karamat Ali Shah Bukhari, 2015

[28] ۔نفس مصدر Same source

[29] ۔نفس مصدر Same source